QUESTIONS ON KHANQAHI SYSTEM AND THEIR ANSWERS

خانقاہی نظام پر ہونے والے اعتراضات کا جواب

Muhammad Ali, Research scholar, Dept. of Quran o Sunnah, Federal Urdu University, Karachi. Email: 1895ali@gmail.com
Dr. Abdur Razzaq, Asst. Professor, Dept. of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan. Email: arazaq@gudgk.edu.pk

ABSTRCT

Whenever Auliya Allah goes to an area and preaches for the sake of Allah, many truth seekers are gathered around them, called Saliq. A special place is set up for the spiritual training of these seekers, this training is the based on guidance and teachings of Islam, so that they will have more opportunities to stay in the company of mentors and receive the spiritual training of their Sheikh Tariqat. This particular place is named as a "khanqah" in Sufism. Just as a madrassa is required for education and a mosque for practice, so is the Khanqah necessary for spiritual training. In every case, with the help of these khanqah, human beings are served with spiritual training and those who in need are helped morally and financially. And the purpose of establishing khanqah has never been commercial or trading, the difference between the khanqah and the dargahs is that the dargahs can run with the helpers, but blessing and learning in the khanqah continue with the existence of the sheikh only. The sheikh's effectiveness and impact is not only religious and spiritual, but also moral, psychological and social. That refers both the khanqah and the sheikh are mandatory with each other.

***KEYWORDS**: what is the Khanqah, There are Khanqah in Khair ul Qroon, Questions on Khanqahi.*

حدیثِ جبریل ہے، " اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ "ترجمہ:۔اس طرح عبادت کرو گویا تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ حدیثِ مبارکہ انسان کا اس کے رب سے حقیقت میں ہونے والا تعلق بتانے کے لیے کافی ہے۔ اللہ تعالی کا یہ قُرب حاصل کرنے کے لیے انسان کو باطنی تربیت کی ضرورت پڑتی ہے۔ جس طرح تعلیم کیلئے مدرسہ ضروری ہے، عمل کیلئے مسجد ضروری ہے اسی طرح باطنی تربیت کیلئے خانقاہ ضروری ہے جس طرح جسمانی بیماری کیلئے طبیب حاذق کی ضرورت ہے اسی طرح باطنی بیماری کے علاج کیلئے طبیبِ روحانی وباطنی کی ضرورت ہے، اسی طبیب کو مرشد یا شیخ کہتے ہیں۔ جو علومِ روحانی وباطنی کا ماہر ہوتا ہے۔ علومِ روحانی کو تصوف کہا جاتا ہے۔ اسلام میں روحانیت کا صحیح مفہوم "قرب الٰہی" ہے، جو شخص اللہ تعالیٰ کے جتنا قریب ہوتا ہے وہ اتنی ہی بڑی روحانی شخصیت ہوتا ہے۔ اسلام میں قرب الٰہی کے حصول کا دار و مدار قرآن وسنت پر عمل کرنے میں ہے۔

مغرب زدہ تہذیبِ نو کی پیروی مذہبی آزادی اور نفس پرستی نے جہاں اسلام کے اور بہت سے نقوش کو دُھندلا دیا وہیں دینِ اسلام کی تعلیمات میں سے

مغربی تعلیم کے دلدادہ افراد نے اس دائمی حقیقت کو متنازع بنادیا۔ حالانکہ یہ وہ حکم ہے جو نہ صرف یہ کہ حدیثِ صحیح وصریح سے ثابت ہے بلکہ قرآنِ پاک میں بھی اسکو بعثتِ نبوی کے مقاصد میں سے شمار کیا گیا ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلو علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمه وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین -(1) ترجمہ:۔وہی ہے جس نے بھیجا امیین میں سے ایک رسول اُنہی میں سے جو اُن کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور اُن کو پاک وصاف کرتا ہے اور اُن کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور یہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔

ان آیات سے حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے درج ذیل مقاصد معلوم ہوئے، تلاوتِ کتاب۔ تزکیۂ نفس۔ تعلیم کتاب۔ تعلیم حکمت۔ درجِ بالا مقاصد بعثت پر ہر زمانہ میں کام ہوتا رہا ہے، تابعین، تبع تابعین، مشائخ وعلماء کرام میں سے ہر ایک نے ان مقاصد بعثت پر کام کیا، ان مواصدِ بعثت میں سے ایک بڑا مقصد تزکیۂ نفس بھی ہے، تزکیہ نفس کا مطلب اپنے باطن کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرنا اور صفاتِ حمیدہ سے آراستہ کرنا ہے، مسلمانوں کی دنیاو آخرت کی نجات وترقی در حقیقت حضورِ اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں مضمر ہے، جب تک مسلمان حضور پاک علیہ الصلوٰت والتسلیمات کی تعلیمات پر عمل پیرا رہے فتح ونصرت نے مسلمانوں کے قدم چومے لیکن جب مسلمانوں نے آپ ﷺ کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال دیا تو مسلمان زوال کا شکار ہوگئے صحابہ کرام تابعینِ عظام اور ہر دور میں علمائے کرام اور مشائخ عظام نے حضورِ اکرم ﷺ کے ان مقاصدِ بعثت پر کام کیا۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات دوطرح کی ہیں۔

پہلی قسم کی تعلیمات:۔ کچھ تعلیمات کا تعلق انسان کے ظاہر سے ہے جیسے نماز ہے یہ بدنی عبادت ہے، اسی طرح روزہ ہے، زکوۃ ہے، حج ہے کہ مالی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ بدنی عبادت بھی ہے کہ بدن ہی سے ادائیگی ہوتی ہے، اس پہلی قسم کی عبادات کو عباداتِ بدنیہ کہتے ہیں اور ان عباداتِ بدنیہ کے احکامات کے جاننے کو فقہِ ظاہر سے تعبیر کرتے ہیں۔

دوسری قسم کی تعلیمات:۔ وہ ہیں جن کا تعلق انسان کے باطن سے ہے جیسے اخلاص، زہد وتوکل علی اللہ وغیرہ یہ وہ صفات ہیں کہ جو ظاہری عبادات کیلئے روح کی حیثیت رکھتی ہیں اور جیسے جسم بغیر روح کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا اسی طرح ظاہری عبادات بھی ان دوسری قسم کی صفات بغیر بعض دفعہ بجائے حصولِ ثواب کا ذریعہ بننے کے اُلٹا اُخروی پکڑ کا باعث بن جاتی ہیں، جیسے اخلاص ہی کو لے لیں اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے لیکن دل میں اخلاص نہیں بلکہ ریا کیلئے پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز بجائے حصول ثواب کا ذریعہ بننے کے عقابِ اُخروی کا باعث بن رہی ہے چنانچہ حدیثِ مبارکہ ہے:۔ و عن شداد ابن اوس رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه

وسلم يقول من صلى يرائى (مرائيا) فقد اشرك (2) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ اُنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص نے کسی کو دکھلانے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔

درجِ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں قسم کی تعلیمات ایک دوسرے کیلئے لازم ملزوم ہیں دونوں کا جاننا اور ان تعلیمات کو مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔(3) اِنہی دوسری قسم کی تعلیمات کو فقہِ باطن اور تزکیۂ نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانے سے دونوں قسم کی تعلیمات کی طرف خصوصی توجہ دی گئی البتہ پہلی قسم کی طرف دوسری کے مقابلہ میں زیادہ توجہ دی گئی اور دوسری قسم کی طرف پہلی قسم کے مقابلہ میں کم توجہ اس لئے دی گئی کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا زمانہ خیر القرون کا زمانہ تھا جس کی اچھائی کی گواہی خود زبان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہو چکی تھی اور یہ وجہ بھی تھی کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قلوب صحبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اور نگاہِ نبوت کے پڑنے کی وجہ سے مصفی و مزکی ہو چکے تھے لہذا پہلی قسم کی طرف توجہ زیادہ دی گئی، چنانچہ پہلی قسم کی تعلیمات کیلئے جہاں جگہ جگہ مدارس کا قیام عمل میں آیا وہیں اُنہی جگہوں پر فقہِ باطن کی تعلیمات بھی دی گئیں الگ اور مستقل جگہیں اس دوسری قسم کی تعلیمات کیلئے نہیں بنائی گئیں۔ چنانچہ یہ کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو اہتمام کے ساتھ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں ادا کیا جاتا رہا لیکن بعد میں تبع تابعین کے زمانے میں جب پوری دنیا کا رُخ اسلام کی طرف ہو گیا اور جوق در جوق اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تو نئے لوگوں میں تربیت کی کمی شدت سے محسوس کی جانے لگی اور اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی کہ طالبینِ اصلاح کیلئے جگہ جگہ تربیت گاہیں قایم کی جائیں چنانچہ اسی ضرورت کے پیشِ نظر جگہ جگہ تربیت گاہیں قائم کی گئیں جن کو بعد میں خانقاہوں کا نام دیا گیا۔(3)

"اور اِن خانقاہوں کا مقصد صرف اور صرف طالبین اصلاح کی سہولت تھی کہ جہاں وہ اپنے شیخ کی صحبت میں رِہ کر یکسوئی سے اسلام کی باطنی وروحانی تعلیمات کو حاصل کر سکیں یعنی ایسی تربیت گاہیں جو بعد میں خانقاہ کے نام سے موسوم کر دی گئیں بالذات مقصود نہیں تھیں بلکہ مقصود بالتبع تھیں، اصل مقصود اصلاحِ باطن میں یکسوئی حاصل کرنا تھا"۔(4)

چنانچہ ضیاء الحسن فاروقی صاحب اپنی کتاب 'آئینہ تصوف' میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:۔ "تبع تابعین کے دور کو تصوف کے فروغ میں بہت اہمیت حاصل ہے-اس دور میں تصوف یعنی خالص اسلامی نظامِ حیات کو خوب فروغ حاصل ہوا، تزکیہ نفس، زہدو تقویٰ اور اور ذکرِ الٰہی میں مداومت پیدا کرنے کیلئے صوفیاء کرام نے باقاعدہ تربیت گاہیں قائم کیں۔ جو خانقاہوں کے نام سے مشہور ہوئیں۔ طریقت

کے سلاسل قائم ہوئے اور ہر سلسلے نے باقاعدہ ایک تنظیم کے تحت مریدین کی اصلاح شروع کر دی۔ ذکر و فکر کے حلقے قائم ہوئے، اصول و ضوابط مقرر کیئے گئے۔ اور تصوف کو بہت عروج ملا۔ اگر اس دور کو تصوفِ اسلام کا "عہدِ زریں" کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا"۔(5)

الغرض تصوف کا ماخذ اور منبع نبی آخر الزماں ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہی کی ہستیاں ہیں۔ فرق صرف اِتنا ہے کہ یہ لفظِ "تصوف "حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و تابعینِ عظام کے زمانہ میں رائج نہ تھا بلکہ اس کیلئے تزکیئہ نفس و احسان کا لفظ مستعمل تھا البتہ بعد کی صدیوں میں اس کا اصطلاحی و عرفی نام "تصوف" پڑ گیا جو کہ صوف سے ماخوذ ہے یا صفاء سے یا صفو یا صُفہ سے یا وہ ایک یونانی لفظ سے بنایا گیا ہے جس کے معنی حکمت کے ہیں، اسی طرح خانقاہ جو کہ فارسی لفظ "خانہ گاہ" کا معرب ہے، "گ" کو "ق" سے بدل کر مزید تصرف کیا گیا اور اُردو میں عربی سے ماخوذ ہے بہر حال اسی طرح کی دوسری اصطلاحات سے قطعِ نظر کر کے جن کی حیثیت محض ایک عنوان سے زیادہ نہیں اگر قرآن و حدیث اور عہدِ صحابہ و تابعین کی طرف رجوع کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ قرآن و حدیث دین کے ایک اور شعبہ اور نبوت کے اہم رکن کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہے اور اُسے تزکیہ و احسان سے تعبیر کرتا ہے۔

"بہر حال آج تک تصوف کی تائید و ترغیب اور رد و کد کے ضمن میں بہت کچھ لکھا گیا مگر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کے مسلمانوں نے حقیقی اسلامی تصوف کو کبھی بھی خارج از اسلام قرار نہیں دیا، کیونکہ حقیقی اسلامی تصوف قرآن و سنت اور آثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عین تابع ہے، اور اہلِ اسلام کے نزدیک وہی طریقت قابلِ قبول ہے جو حضرت محمد ﷺ کی شریعت کے تابع ہو اور معرفت وہی مستحسن و مقبول ہے جو خالقِ حقیقی کی تابعداری میں رچی بسی ہو اور جس کا ماحصل و مقصد وصال الی اللہ ہو"۔(6)

پہلی خانقاہ کی تعمیر

صوفیاء کرام نے جب دیکھا کہ عام مسلمان روحانی اعتبار سے کمزور پڑتے چلے جا رہے ہیں اور بدعات و رسومات کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتے چلے جا رہے ہیں اگر اِس وقت اُمتِ مسلمہ کی باقاعدہ و منظم طور پر اصلاحِ احوال کی کوشش نہیں کی گئی تو اِس کا خمیازہ ہمیں اپنی آنے والی نسلوں کی بے دینی و گمراہی کی صورت میں اُٹھانا پڑے گا تو اُنہوں نے ان خانقاہوں (روحانی تربیت گاہوں) کو ایک منظم شکل دی، چنانچہ نفحات الانس میں ہے: خانقاہ فارسی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی غیاث اللغات میں لکھے ہیں "جائے بودنِ درویشاں" جہاں چند اللہ والے درویش بیٹھ جائیں بس وہی خانقاہ ہے، خانقاہ محتاج چھت و عمارت و دہلیز نہیں ہے خانقاہ نام ہے "جائے بودنِ درویشاں" درویشوں کے رہنے کی جگہ جہاں اللہ والے بیٹھ جائیں۔ آپ لوگ یہاں بیٹھ گئے بس یہی خانقاہ ہے۔(آفتاب نسبت مع اللہ، ص399- حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ)

"ایسی سب سے پہلی خانقاہ حضرت ابوہاشم صوفی رحمہ اللہ نے ملکِ شام میں ایک مقام رملہ میں تعمیر کی اس کا سبب یہ تھا کہ ایک دن ایک امیر جو آتش پرست تھا شکار کی غرض سے باہر گیا ہوا تھا۔ راستے میں اس نے دیکھا کہ راستے میں دو شخص ایکدوسرے سے بغل گیر ہوئے اور اسی جگہ بیٹھ گئے اور جو کچھ ان کے پاس زادِ راہ تھا وہ نکالا اور باہم کھانے لگے اور پھر روانہ ہو گئے امیر کو ان کا یہ باہمی خلوص اور دوستانہ بہت پسند آیا تو اس نے ان میں سے ایک سے پوچھا تمھارا دوسرا ساتھی کون ہے اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ کیا تجھے اس سے کچھ کام تھا۔ اس نے کہا نہیں پھر امیر نے پوچھا وہ کدھر سے آرہا تھا اس نے کہا مجھے یہ بھی معلوم نہیں امیر نے کہا پھر تمہاے درمیان یہ محبت اور خلوص کیسا۔ اس درویش نے کہا ہمارا طریقہ یہی ہے امیر نے دریافت کیا کیا تمھارا کوئی ٹھکانہ ہے جہاں تم ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہو۔ درویش نے جواب دیا ہمارے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں ہے۔ امیر نے کہا میں تمھارے لئے ایک مکان تعمیر کروادیتا ہوں جہاں تم ایک دوسرے سے مل سکو۔ پس امیر نے ایک خانقاہ ملکِ شام میں (رملہ) مقام پر تعمیر کروادی"۔(7)

شیخ ابوہاشم نے مقامِ (رملہ) پر باقاعدہ روحانی تربیت کیلئے جو خانقاہ کی تعمیر کروائی تھی یہ گویا نبی کریم ﷺ کی اسی سنت کی پیروی تھی کہ زمانۂ اقدس میں مسجدِ نبوی سے متصل (صفہ) کی خانقاہ صوفیاء صحابہ کرام کی پہلی تربیت گاہ تھی جس کے معلم خود سرکارِ دوجہاں ﷺ تھے، ذیل میں خیر القرون کی چند خانقاہیں (روحانی تربیت گاہیں) لکھی جاتی ہیں۔

دورِ رسالت میں خانقاہیں:۔ "الغرض اسلام میں روحانی تربیت جسے تزکیۂ نفس بھی کہا جاتا ہے، تعمیرِ اخلاق میں بنیادی اکائی کی حیثیت رکھی ہے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی ﷺ نے نبوت کے بعد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے سب سے پہلی روحانی تربیت گاہ کوہ صفا کے دامن میں دارالارقم میں قائم کی۔ اس وقت جو بھی حلقہ بگوش اسلام ہوتا وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس دارالارقم میں حاضر ہوتا دینِ اسلام سیکھتا اور روحانی تربیت حاصل کرتا۔ ہجرت کے بعد یہی تربیت گاہ مسجدِ نبوی میں قائم ہوئی۔ ہجرت کرکے جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا، جب مسجد تعمیر ہوگئی تو آپ ﷺ نے دور سے آنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سہولت کی خاطر ایک چبوترہ بنانے کا حکم دیا جس کو "صفہ" کا نام دیا گیا جہاں بیٹھ کر صحابہ کرام علومِ ظاہریہ کے ساتھ ساتھ تزکیہء نفس کی تعلیم معلم انسانیت سے حاصل کیا کرتے تھے اور اپنے سینوں کو نورِ معرفت سے منور کیا کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں جب اسلام دور دور تک پھیلنے لگا تو ایسی تربیت گاہوں اور دینی مدرسوں کی ضرورت محسوس کی جانے لگی۔ چنانچہ مدینہ منورہ کے علاوہ مکہ معظمہ، کوفہ بصرہ، مصر، شام اور یمن میں خلفائے راشدین نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معلم بنا کر بھیجا۔ جنہوں نے عوام کو قرآن و سنت کی تعلیم دی، تزکیۂ نفس اور اخلاق و کردار کی اصلاح کی۔ مثلا مدینہ منورہ میں

حضرت عبد اللہ بن عمر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے باقاعدہ تربیت گاہیں قائم کیں۔ ان کے پاس صحابہ آتے اور فیض حاصل کرتے۔ مکہ مکرمہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مدرسہ قائم تھا۔ جہاں کثیر تعداد میں طلبہ کتاب و حکمت کی تعلیم حاصل کرتے۔ فسطاط (مصر) میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، بصرہ میں حضرت انس بن مالک، شام میں عبد الرحمٰن بن الاشعری، یمن میں طاؤس بن الکیسان الجندی اور کوفہ کے شہر میں حضرت علی کے علاوہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہم اجمعین کے دینی مدارس اور روحانی تربیت گاہیں قائم تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں قائم کی گئی تربیت گاہ میں معلم بنا کر بھیجا تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا۔ میں نے اہلِ کوفہ کو اپنے آپ پر ترجیح دی اس لئے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے کوفہ بھیج رہا ہوں۔ دورِ صحابہ کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے بھی ایسی درس گاہیں اور تربیت گاہیں قائم کیں۔ جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

تابعین و تبع تابعین کے زمانے میں خانقاہوں کا وجود:۔ مدینہ منورہ میں -----حضرت سعید بن المسیب، حضرت عروہ بن زبیر، حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث، حضرت زین العابدین بن الحسین بن علی، حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر، حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر اور حضرت نافع مولیٰ بن عبد اللہ بن عمر رحمہم اللہ۔ مکہ مکرمہ میں ------حضرت مجاہد بن جبیر، حضرت عکرمہ مولیٰ بن عباس اور حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ۔ کوفہ میں ---------حضرت علقمہ بن قیس، حضرت مسروق اور حضرت اسود بن یزید النخعی رحمہم اللہ۔ بصرہ میں ---------حضرت حسن بصری، حضرت محمد بن سیرین اور حضرت قتادہ رحمہم اللہ۔ شام میں ---------حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت رجاء بن حیوۃ الکندی اور مکحول بن ابی مسلم رحمہم اللہ۔ مصر میں --------حضرت ابو الخیر مرثد بن عبد اللہ، حضرت ذوالنون مصری رحمہم اللہ۔ یمن میں --------حضرت وہب اور حضرت یحیٰ بن کثیر رحمہا اللہ۔

ان کے علاوہ حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک، حضرت معروف کرخی، حضرت مالک بن دینار، حضرت شفیق بلخی، حضرت امام شافعی، حضرت سری سقطی، حضرت جنید بغدادی، حضرت بایزید بسطامی حضرت ابراہیم بن ادہم، حضرت ابو بکر شبلی، حضرت رابعہ بصریہ، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت حبیب العجمی، حضرت بشر بن الحارث اور حضرت احمد بن حضرویہ بلخیؒ رحمہم اللہ وغیرہم نے بھی روحانی تربیت کیلئے خانقاہیں قائم کیں"۔(8)

بہر حال یہ خانقاہیں در حقیقت انسانیت کی صحت گاہیں ہیں، جہاں دم توڑتی انسانیت کا علاج اور بجھتی ہوئی دل کی شمع کو پھر سے روشن کیا جاتا ہے، لوگ سمجھتے ہیں خانقاہ کا مقصد صرف ذکر کی چند ضربیں لگانا، یا کسی کو تعویذ دیدینا، کسی مریض کو جھاڑ پھونک کرنا ہے، یہ انتہائی ناقص

تصور، بلکہ خانقاہی نظام کے مقاصد کے بر عکس بات ہے، حضرت ابو الحسن علی میاں ندوی رحمہ اللہ ان خانقاہوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " جنہوں نے ہندوستان میں فقر و تصوف کی تاریخ پڑھی ہے یا کبھی اس مقصد و ذوق کے ساتھ اس ملک کا سفر کیا ہے، وہ جانتے ہیں کی جس طرح شیر شاہ سوری نے اپنی تاریخی شاہراہ پر دورویہ تھوڑے تھوڑے فاصلے سے کارواں سرائیں تعمیر کرائی تھیں، جہاں مسافر قیام کرتے، خوراک، حفاظت اور آرام کی جگہ پاتے، اور راہ کی خستگی اور ماندگی دور کر کے تازہ دم ہو کر اپنا سفر شروع کرتے، اسی طرح فیاض دل اور فیاض روح درویشوں اور انسانیت کے چارہ سازوں نے زندگی کے تھکے ہارے مسافروں اور مادیت کے تقاضوں اور مطالبوں سے پامال کئے ہوئے انسانوں کے لئے جن کو اپنے دل کی زندگی دم توڑتی اور روح کا شعلہ بجھتا نظر آتا تھا، ایسی پناہ گاہیں اور سرائیں تعمیر کی تھیں، جہاں کچھ دن ٹھہر کر دل کے چراغ کی لو، نیا روغن اور روشنی پاتی، افسردہ قویٰ میں تازگی اور روح میں جِلا پیدا ہوتی، غفلت اور معاصی کے مقابلے کرنے اور اسلام کے پل صراط پر احتیاط و ثبات کے ساتھ چلنے کا عزم اور قوت پیدا ہوتی، قوی الارادہ اور صاحبِ عزیمت لوگوں کی ہمت و قوت دیکھ کر اپنے کمزور ارادے میں قوت اور اپنی ضعیف و تذبذب طبیعت میں ہمت محسوس ہوتی، فرائض کے پابند، سنن و آداب کے پابند بنتے، غافل، ذاکر، نمازوں میں سستی کرنے والے شب بیدار بن جاتے، اسباب کے پرستار اور مادیت کے گرفتار جو مستقبل کے اور فقر و فاقہ کے ڈر سے ہمیشہ لرزاں اور ترساں رہتے، اور تدبیر و وسائل کو رازقِ حقیقی سمجھتے، وہ ایک درویش خدامست کے توکل و تبتّل کا منظر اور اللہ تعالیٰ کے مسبب الاسبابی کا تماشا دیکھ کر توکل کے مفہوم سے آشنا اور یقین کی دولت سے بہرہ یاب ہوتے "۔(9)

خلاصہ بحث : اولیاء اللہ جب بھی کسی علاقہ میں جا کر تبلیغِ اسلام کی خاطر قیام کرتے ہیں تو ان کے ارد گرد بہت سے طالبانِ حق جمع ہو جاتے ہیں جنہیں سالک کہا جاتا ہے، اِن سالکین کی باطنی تربیت کیلئے ایک خاص جگہ تشکیل دی جاتی ہے جو رشد و ہدایت کا مرکز ہوتی ہے تا کہ اُنہیں صحبتِ مرشد میں رہنے کا زیادہ سے زیادہ موقع مل سکے اور وہ اپنے شیخِ طریقت کی روحانی تربیت برائے قرب الی اللہ حاصل کر سکیں اس خاص جگہ کو تصوف کی اصطلاح میں خانقاہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جس طرح تعلیم کے لیئے مدرسہ ضروری ہے اسی طرح باطنی تربیت کیلئے خانقاہ ضروری ہے جب کہ ہر زمانہ میں ان سے رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق کا کام بھی انجام دیا جاتا رہا ہے، ان روحانی تربیت گاہوں کی نظیر دورِ رسالت سے اب تک موجود ہے۔

حوالہ جات

(1) القرآن (الجمعہ :2)

(2) مشکوۃ المصابیح، حدیث 5331

(3) تفصیل کیلئے دیکھیں شریعت وطریقت کا تلازم، شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مکتبۃ الشیخ، بہادر آباد، کراچی۔

(4) Khanqah.org

(5) آینہ تصوف، ص۔88 ڈاکٹر ضیاء الحسن فاروقی، مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن سن 1999۔

(6) تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیاں۔ ص۔55 محمد نذیر رانجھا، جمعیۃ پبلیکیشنز۔

(7) نفحات الانس از عبد الرحمن جامی، ص،53، مترجم: مولانا سید حافظ علی چشتی نظامی، سنِ اشاعت 2003، جی الیف پرنٹنگ پریس، لاہور۔

(8) آینہء تصوف، ص،92، ڈاکٹر ضیاء الحسن فاروقی، مطبوعہ تصوف فاؤنڈیشن سن 1999۔

(9) سوانح مولانا عبد القادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ، ص،107، مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ مکتبہ اسلام۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.